JOURNAL OF ACADEMIC RESEARCH FOR HUMANITIES
ISSN 2663-192x

ORCID of JARH: https://orcid.org/0009-0000-0723-9485
DOI Number of the Paper: https://doi.org/10.5281/zenodo.20735787
Link to the Paper: https://jar.bwo-researches.com/index.php/jarh/article/view/605
Edition Link: Journal of Academic Research for Humanities JARH, 6*(2)* Apr-Jun 2026
HJRS Link: Journal of Academic Research for Humanities JARH (HEC-Recognised for 2026-2027)

A Comparative Study of Diction, Style, and Thematic Concerns in the Poetry of Iqbal and Akbar Ilah Abadi

اقبال اور اکبر الہ آبادی :لفظیات و موضوعات کا تجزیاتی مطالعہ

Author 1:	**Muzammil Ameen**, Research Scholar, PhD, Department of Iqbal Studies, Faculty of Arts, Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan, muzammilameen789@gmail.com, https://orcid.org/0009-0004-2789-171X
Corresponding &Author 2:	**Muhammad Asghar Sial**, Assistant Professor, Department of Iqbal Studies, Faculty of Arts, Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan, muhammadasghar@iub.edu.pk, https://orcid.org/0009-0008-2924-0346

Paper Information

Citation of the paper:
(JARH)Ameen. M., Sial. M. A. (2026). A Comparative Study of Diction, Style, and Thematic Concerns in the Poetry of Iqbal and Akbar Ilah Abadi. In *Journal of Academic Research for Humanities, 6(2), 58–65.*

QR Code for the Paper:

Subject Areas for JARH:
1 Urdu Literature
2 Iqbal Studies
3. Humanities

Timeline of the Paper at JARH:
Received on: 18-05-2026.
Reviews Completed on: 29-05-2026.
Accepted on: 10-06-2026.
Online on: 17-06-2026.

License:
CC BY SA
Creative Commons Attribution-Share Alike 4.0 International License

Recognised for BWO-R:
HJRS HEC Journal Recognition System

Published by BWO Research INTL:
BWO RESEARCHES (PVT) LTD INTERNATIONAL

DOI Image of the paper:
DOI 10.5281/zenodo.20735787

Abstract

This research article offers a critical comparative study of the poetic thought, language, and themes of Allama Muhammad Iqbal and Akbar Ilah Abadi within the socio-political context of the Indian subcontinent. Adopting a qualitative and analytical framework, this study employs textual analysis and comparative literary methodology to investigate the primary poetic texts of both authors. It explores their shared concerns regarding moral reform, intellectual awakening, cultural identity, and resistance to Westernization. While Iqbal presents a philosophical vision centered on selfhood and Muslim revival, Akbar Ilah Abadi employs satire to expose social hypocrisy and colonial mimicry. Through close reading, the study analyzes their diction, imagery, style, and thematic concerns, highlighting both differences in expression and convergence in reformist intent. The uniqueness of this research lies in its novel synthesis of two distinct literary modes—philosophical discourse and sharp satire—demonstrating how contrasting stylistic approaches can converge toward identical socio-political goals. Academically, this study bridges a critical gap in South Asian postcolonial literature by shifting the focus from isolated author studies to a dialogic exploration of anti-colonial resistance. It further evaluates their perspectives on religion, modernity, politics, and society, underscoring the continued relevance of their poetic discourse in contemporary intellectual debates.

Keywords: Allama Iqbal, Akbar Ilah Abadi, Urdu Poetry, Diction and Themes, Intellectual Harmony, Satire and Philosophy, Modernity, Moral Reform, Cultural Consciousness

نمونوں کو شعریات میں برت کردکھایاہے۔ وزیر آغا نظم کی گہرائی کے حوالے سے رقمطراز ہیں :

" داخلی قوت بھی درکار ہے اور اس داخلی قوت کے حصول کے لیے اسے اجتماعی لاشعور میں غوطہ لگانے کی ضرورت پڑتی ہے" (وزیرآغا، 1981ء، ص 280) ۔

مقاصدِ تحقیق:

اس تحقیق کے بنیادیمقاصد درج ذیل ہیں:

1. دونوں شعرا کے اردو کلام میں طرزِ اسلوب اور وسیله اظہار کا تجزیاتی مطالعہ۔
2. دونوں کے شعری سرمائے میں موجود لسانی و لفظی بصیرت کی پرکھ۔
3. متون کے گہرے مطالعے سے پوشیدہ اور مابعد الطبیعاتی معانی کی بازیافت۔
4. نوآبادیاتی تناظر میں دونوں کی موضوعاتی مماثلتوں اور فکری ہم آہنگی کا جائزہ۔
5. اردو شعری و فکری روایت پر اکبر اور اقبال کے مجموعی اثرات کا تعین کرنا۔

تحقیقی سوالات

اس تحقیق کے بنیادی سوالات درج ذیل ہیں:

1. اکبر اِلہٰ آبادی اور علامہ اقبال کے شعری متون میں لسانی و لفظی مماثلتوں (Lexical Similarities) کی نوعیت اور ان کے محرکات کیا ہیں؟
2. نوآبادیاتی دور کے تناظر میں دونوں شعرا کی لفظیات (Vocabulary)اور موضوعاتی متوازیات (Thematic Parallels)کا تجزیاتی ربط کیا ہے؟
3. دونوں شعرا نے اپنے مخصوص اسلوب اور لفظی اظہار کے ذریعے قارئین میں اخلاقی، سماجی اور قومی بیداری پیدا کرنے کے لیے کیا حکمتِ عملی اختیار کی؟
4. دونوں شعرا کے فکری و لسانی موضوعات اپنے معاصر عہد کے قارئین کے لیے کیا اہمیت رکھتے تھے اور معاصر (Contemporary)قاری کے لیے ان کی فکری معنویت کیا ہے؟
5. تقابلی بنیادوں پر دونوں کلاموں میں کون سے واضح فکری و اسلوبیاتی امتیازات (Intellectual & Stylistic Distinctions)پائے جاتے ہیں جو انہیں اردو ادب میں منفرد مقام دیتے ہیں؟

تحقیقی انفرادیت و جدت

تحقیق ہٰذا کی انفرادیت ہے کہ یہ مطالعاتی کام اکبر اِلہٰ آبادی اور علامہ اقبال کے کلام کو محض سماجی یا سیاسی زاویے سے نہیں پرکھتا بلکه ان کے لفظیات اور موضوعات کو ایک مربوط تقابلی بنیاد پر سامنے لاتا ہے۔ اس تحقیق میں ان دونوں شعراء کی فکری جہتوں کا ایک ایسا مشترکہ مطالعہ ترتیب دیا گیا ہے جو یہ واضح کرتا ہے کہ اکبر کے طنزیہ، مزاحیہ، حقیقت پسندانہ اور اصلاحی اسلوب جبکہ اقبال کے رمزی، فکری اور فلسفیانہ لہجے میں کس طرح فکری ہم آہنگی اور اختلاف موجود ہیں۔عہدِ حاضر میں ان دونوں شعراء کی لفظیات اور موضوعات کی معنویت کو بھی جانچتی ہے جو اس کام کو جدید

تعارفی پس منظر:

اردو ادب کے نامور طنزیہ اور مزاحیہ شاعر اکبر اِلہٰ آبادی کا عہد 1846ء سے 1921ء تک ہے۔ یہ وہ عہد ہے جس میں برصغیر پاک و ہند کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی حالات نہ ہموار تھے۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے ہندوستان پر مکمل قبضہ کر لیا تھا۔ اس عہد میں مسلمانوں کو باغی قرار دیا گیا۔ ایسے حالات میں اکبر اِلہٰ آبادی نے اپنی شاعری کے ذریعے اصلاح قوم کا ذمہ لیا۔ انہوں نے اس وقت مسلمانوں میں پائی جانے والی خامیوں کو اجاگر کیا کیونکہ مسلمان اس وقت زندگی کے ہر شعبے میں مایوس ہو چکے تھے۔ انگریزوں کی آمد کی وجہ سے مسلمانوں کی تہذیب اور روایت دم توڑنے لگی تھی۔ اکبر اِلہٰ آبادی کی تہذیب سے جُڑت اور باہمی ہم آہنگی کے بارے میں ڈاکٹر افصح ظفر تحریر کرتی ہیں کہ اکبر قومی سطح پر اپنے تہذیبی ورثے کے محافظ رہے ہیں کیوں کہ اس زمانے میں باہمی ہم آہنگی تمام فرقوں میں پائی جاتی تھی۔ جب یہ نشوونما اپنی تکمیل کو پہنچنے والی تھی ایسے میں ایک سفید فام اجنبی قوم نے ایسے رخنہ ڈالا کہ باہمی یگانگت اور وسیع النظری کا سلسلہ رُک گیا (افصح ظفر، 2005ء، ص 112) ۔

عظیم شاعر اور مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال نے اکبر اِلہٰ آبادی سے قریبا تین دہائیاں بعد میں جنم لیا۔اُن کا عہد 1877ء سے 1938ء تک ہے۔ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ وہ اکبر اِلہٰ آبادی کی طرح مصلح مسلم قوم ہیں۔ انھوں نے مسلم تشخص کے تحفظ کا درس دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی سیاسی، مذہبی، سماجی اور فکری اعتبار سے اصلاح کی۔دونوں کی محسوسات یکساں تھیں۔ 1857ء کی جنگ کے بعد مسلمانوں کی حیثیت سیاسی، سماجی اور مذہبی لحاظ سےزوال پذیر تھی۔اس حوالے سے جدید تحقیقی نظریات نے لفظیات میں چھپے حوالوں کو پیش کرنے کےلیے تقابل ، نو آبادیاتی اور ساختیاتی نظریات کی روشنی میں منفرد پہلو ؤں پر غور کیا۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کے مطابق:

" ساختیات ایک ایسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے وجود میں آئی کہ تمام انسانی فلسفوں میں ارتباط پیدا کر سکے --- ساختیات فقط ایک فلسفیانہ اُصول اور طریقہ کار ہے۔ بطور طریقہ کار ساختیات کی فکری نہج ایسی ہے کہ ایک نظام کے تحت لا کر تمام سائنسوں میں ربطِ باہمی پیدا کیا جائے" (گوپی چند نارنگ، 2010ء، ص 35) ۔

دورِ حاضر کے نقادین میں ڈاکٹر ناصر عباس نیر کا نام نمایاں ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ نوآبادیاتی شخص ، نوآباد کار کی زبان ، لباس اور رہن سہن کی اس قدر نقل کرتا ہے کہ اپنی تاریخ و تہذیب سے بہت دُوری اختیار کرلیتا ہے ۔ یوں وہ اپنی بنیاد سے الگ ہونے کی وجہ سے طبعی و نفسیاتی طورپر بیمار ہوتا چلا جاتاہے ۔وہ ہر قیمت پر نوآبادکار جیسا بننے کامتمنی ہوتاہے اور وہ اسی پیچیدہ نفسیاتی عمل سے گزرتا ہے (ناصر عباس نیّر، 2007ء، ص 50) ۔ وزیر آغا نے ادبی فن پاروں کی معنویت کو سمجھنے کے لیے تجریدی نظام کی تشکیل و ترقی کی راہیں ہموار کیں۔ ساتھ ہی ساختیاتی تنقید نے تصور و نظریاتی تعقل کے

کے طور پر پیش کیا ہے۔ تاہم، ادبی تاریخ میں ان دونوں معاصر شعرا کے اسالیب کا تقابلی اور لسانی مطالعہ مابعد نوآبادیاتی پس منظر میں تشنہء تحقیق طلب ہے۔ یہ تحقیق اسی فکری خلاکو پُر کرنے کی ایک علمی سعی ہے۔

نظریاتی تناظر(Theoretical Framework)

یہ تحقیق مابعد نوآبادیاتی ادبی نظریات کے نظریاتی تناظر پر استوار ہے۔ اس مطالعے میں خاص طور پر ایڈورڈ سعید کے 'مشرق شناسی (Orientalism)' اور ہومی بھابھا کے 'نوآبادیاتی نقالی (Colonial Mimicry) ' کے تصورات کو تجزیاتی بنیاد بنایا گیا ہے کہ اکبر الہٰ آبادی نے نوآبادیاتی نقالی کو طنز کا نشانہ بنایا اور علامہ اقبال نے مغربی فکری غلبے کے سامنے ایک متبادل مشرقی جدیدیت کا جوابی بیانیّہ پیش کیا۔

تحقیق کی حدود

یہ تحقیق بنیادی طور پر علامہ اقبال اور اکبر اِلہٰ آبادی کے صرف اردو شعری سرمائے تک محدود رکھی گئی ہے۔اس مطالعہ میں صرف ان شعری متون پر توجہ مرکوز کی گئی ہے جن کا تعلق براہِ راست تہذیبی تصادم، مابعد نوآبادیاتی شعور، اور اخلاق و سماجی بیداری سے ہے۔

نتائج و سفارشات

نتائج :تحقیق سے یہ واضح ہو ا ہے کہ اگرچہ دونوں شعرا کا اسلوبِ بیاں (طنز اور فلسفہ) ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھا، لیکن نوآبادیاتی نظام کی مخالفت اور مسلم نشاۃ الثانیہ کے معاملے میں ان کا فکری اشتراک تھا۔

سفارشات: سفارش کی جاتی ہے کہ جدید تعلیمی نصاب میں نوآبادیاتی دور کے ادب کوشامل کیا جائے تاکہ طلبہ شعری روایت کے باہمی فکری ربط کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

مستقبل کی تحقیق کے امکانات (Scope for Future Research)

یہ مقالہ مستقبل کے محققین کے لیے نئے فکری دریچے کھولتا ہے۔ اس تحقیق کی بنیاد پر آئندہ علامہ اقبال کی فارسی شاعری اور اکبر الہٰ آبادی کی شاعری کا مابعد نوآبادیاتی تناظر میں موازنہ کیا جا سکتا ہے۔علاوہ ازیں، نوآبادیاتی دور کے دیگر معاصرین (حالؔی اور اکبؔر الہٰ آبادی وغیرہ) کے اصلاحی و شعری اسلوب کا تقابلی جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

انیسویں اور بیسویں صدی کے اُردو ادب میں اکبر اِلہٰ آبادی اور علامہ محمد اقبال نمایاں نظر آتے ہیں ۔ اکبر اِلہٰ آبادی اپنے کلام میں اس عہد کے سماجی اور تہذیبی تناؤ کو طنز و مزاح کے پیرائے میں بیان کرتے ہیں جبکہ اقبال کا انداز تکلم اکبر سے مختلف ہے۔ وہ خودی، روحانیت، انسان کامل اور فلسفیانہ تصورات کے پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔ دونوں شعراء کے ہاں لفظیات میں گہری مقصدیت چھپی ہوئی ہے۔ اکبر اپنے کلام میں "مغرب"، "تمدن"اور "تعلیم"جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو گہرے مفاہیم کے حامل ہیں جبکہ اقبال کے ہاں "خودی"، "مرد مومن"، "اجتہاد" اور "آزادی" جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو اُمید افزا ہیں۔ڈاکٹر جاوید اقبال علامہ اقبال کے بارے لکھتے ہیں:

"اس دور میں اقبال کی شخصیت کے کئی نئے پہلو ظاہر ہوئے۔

علمی معیار سے ہم آہنگ بناتی ہے ۔

طریق تحقیق:

اس تحقیق میں تجزیاتی (Analytical) اور تقابلی (Comparative)مناہج کے مربوط اشتراک کو بطور تجزیاتی دائرہ کار اپنایا گیا ہے، جس کی تفصیلی تشریح درج ذیل تباین کے ساتھ کی گئی ہے:

متون کا انتخاب اور حد بندی :(Selection of Texts) تحقیق کی بنیاد دونوں شعرا کے مابعد نوآبادیاتی اور اصلاحی کلام پر مشتمل منتخب بنیادی مراجع پر ہے۔ اس مقصد کے لیے ان شعری متون کا انتخاب بوجہِ خاص (Purposive Sampling)کیا گیا ہے جو تہذیبی تصادم، قومی تشخص اور مغرب زدگی کے موضوعات سے متعلق ہیں۔

اسلوبیاتی اور لسانی تجزیے کا اصول :پہلے مرحلے میں اسلوبیات (Stylistics)اور متنی لسانیات (Textual Linguistics) کے اصولوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دونوں شعرا کے وسیلہ اظہار کا باریک بینی سے مطالعہ کیا گیا۔ اس میں لفظیات(Diction) ، علامتی نظام(Semiotic System) ، اور تشبیہات و استعارات کا ساختیاتی جائزہ لیا گیا۔

فکری و مابعد نوآبادیاتی تجزیہ :متون کے مضمرات کو سمجھنے کے لیے مابعد نوآبادیاتی نظریہ بالخصوص ایڈورڈ سعید کے 'مشرق شناسی (Orientalism) 'جس میں انھوں نے واضح کیا کہ نوآبادیات ، سامراجیت کا ثمر ہے جس سے مراد دُور افتادہ علاقوں پر اقتدار کاحصول اور آبادی کاری ہے (ایڈورڈ سعید، 2009ء، ص 22) ۔ اور ہومی بھابھا کی 'نوآبادیاتی نقالی ' کے تصورات کو تجزیاتی اصول مانا گیا کہ ہر معاشرہ ذاتی طور پر انفرادیت رکھتا ہے۔اسے تبدیل کرنے یا نظر انداز کرنے کے بجائے اس کی خاصیت اور اہمیت پر غور کرنا ضروری ہے (ہومی بھابھا، 1994ء، ص 173) ۔ اس کے تحت جانچا گیا کہ دونوں شعرا کی فکری جہات، اصلاحی تصور، اور تہذیبی بیداری کے نعرے کس طرح اپنے عہد کے سماجی و سیاسی جبر کا جوابی بیانیہ (Discourse Counter) بنتے ہیں۔

تقابلی تطبیق اور تصدیق نتائج :آخری مرحلے میں متن کے گہرے مطالعےسے برآمد ہونے والے لسانی و فکری اعدد و شمار کا تقابلی موازنہ کیا گیا۔ اس تقابل سے ان کے مابین فکری مماثلتوں (Convergences)اور اسلوبیاتی تفاوت (Divergences) کا منطقی نقشہ تیار کیا گیا ۔ تمام تر نتائج کی بنیاد ثانوی مستند مراجع، مقتدر نقادوں کی آراء اور لائبریری ریسرچ سے اخذ کردہ شواہد پر رکھی گئی تاکہ مطلوبہ نتائج معروضی(Objective) ، جامع اور علمی لحاظ سے معتبر ہوں۔

ادبی جائزہ(Literature Review)

اقبال اور اکبر اِلہٰ آبادی کی انفرادی شاعری اور فکری جہات پر اردو ادب میں گراں قدر کام ہو چکا ہے۔ خلیفہ عبدالحکیم، اسلوب احمد انصاری اور ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی جیسے نقادوں نے اقبال کے فلسفہء خودی اور نوآبادیاتی نظام کے خلاف ان کی فکری مزاحمت کو موضوع بنایا ہے۔ دوسری طرف، خواجہ محمد زکریا اور ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے اکبر کی طنزیہ شاعری کو نوآبادیاتی تہذیب کے خلاف ایک مؤثر ہتھیار

وہ احیائے اسلام اور مسلمانان بر صغیر کی آزادی کے لیے جدوجہد کی سمت کی تعین کے بارے میں اپنی دینی، سیاسی، اخلاقی، قانونی، تمدنی، معاشی اور الہیاتی خیالات کو مخالفین کی پرواہ کیا بغیر ترتیب دیتے چلے گئے۔ مگر بالاخر اپنا کام ادھورا چھوڑ کر عجب بے چینی بے تابی اور بے قراری کے عالم میں وفات پائی" (ڈاکٹر جاوید اقبال، 1979ء، ص 2)

اکبر کا عہد وہ ہے جس میں مغربی تعلیم، استعماری قوت کے اثرات اور تہذیبی بحران کا غلبہ تھا۔ مسلمانوں کو ہر طرف سے پسپائی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ اکبر نے اپنے کلام میں طنز و مزاح کے ساتھ ان مسائل کو اُجاگر کیا۔ اقبال اکبر کی طرح طنز کے بجائے فلسفیانہ اندازِ فکر کے ساتھ ان کو نمایاں کرتے ہیں۔ اقبال کے نزدیک بنیادی سبب خودی کافقدان اور کمزوریٔ ایمان ہے۔ انھوں نے مسلم قوم کو ایک فکری انقلاب کی طرف راغب کرتے ہیں۔ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا اکبر کے بارے لکھتے ہیں:

"اکبر اِلٰہ آبادی سنجیدہ بات کہتے ہیں مگر ان کا اسلوب مزاحیہ ہے اور مزاحیہ اسلوب کے خصائص و جملے ان کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا ذخیر الفاظ وسیع اور کئی زبانوں تک پھیلا ہوا ہے۔ ضرورت کے مطابق وہ عربی، فارسی، ہندی اور انگریزی الفاظ استعمال کر سکتے ہیں اور اس معاملے میں وہ اجتہاد سے کام لیتے ہیں۔ کسی لفظ کو غریب یا مبتذل نہیں سمجھتے۔ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ شعر کی مخصوص فضا ہر لفظ کے استعمال کا جواز مہیا کر سکتی ہے۔ ایک وسیع اور ہمہ گیر ذخیرہ الفاظ پر تصرف نظیر کے بعد اکبر اِلٰہ آبادی کے ہاں کثرت سے دکھائی دیتا ہے" (ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، 2021ء، ص 257)

لفظیات کا تجزیہ:

کسی بھی بات کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے لیکن ایک شاعر کے لفظیات وہ بنیادی وسیلہ ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے جذبات اور خیالات بامعنی بنا کر دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ علامہ محمد اقبال کے ہاں لفظ "خودی" فلسفے کے طور پر استعمال نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے اندر ایک بامعنی انقلاب رکھتا ہے۔ وہ الفاظ کے اندر عملی روح کو پھونک دیتے ہیں جبکہ دوسری جانب اکبر اِلٰہ آبادی کے ہاں لفظ "تعلیم، تمدن اور مذہب" صرف طنزیہ معنوں میں استعمال نہیں ہوتے بلکہ وہ بھی اپنے اندر ایک اصلاحی پہلو لیے ہوئے ہیں۔ اکبر اِلٰہ آبادی اپنے ان الفاظ کے ذریعے مغربی رنگ کو نمایاں کرتے ہیں۔ اکبر کہتے ہیں:

"ہادیِ قوم بنو قوم کے مہمان بنو
خود تو پہلے مگر اے یار مسلمان بنو" (خواجہ محمد زکریا(مرتب) ،2022ء، ص 367)

اسی ضمن میں اقبال مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

"اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تُو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن " (محمد اقبال ، 2018ء، ص371)

اکبر اِلٰہ آبادی اور علامہ محمد اقبال کے ہاں شعری اظہار میں الفاظ کے معنی اپنا دائرہ تبدیل کر لیتے ہیں۔ دونوں کے شعری اظہار میں یہی عنصر منفرد ہے۔دونوں اپنے شعری اظہار سے قاری کو راغب کرتے ہیں۔ دونوں کی شعری لفظیات ، ایک جہانِ معانی ہے۔

موضوعاتی ربط:

دونوں کی شاعری میں موضوعاتی ربط پایا جاتا ہے۔ موضوعات میں قومی اصلاح، خودی اور اسلامی شعور کی بیداری نمایاں ہے۔ اکبر طنز و مزاح کے پیرائے میں اور علامہ اقبال روحانی، فکری اور انقلابی نظریے میں اصلاح کرتے ہیں۔ دونوں کے کلام میں موضوعاتی مماثلت دیکھیے۔ اکبراس ضمن میں فرماتے ہیں:

"جب ایسی قوم ہے تو پیشوا بھی اس کے ایسے ہیں
مثل سچ ہے کہ جیسی روح ہے ویسے فرشتے ہیں" (خواجہ محمد زکریا(مرتب) ،2022ء، ص 322).

اسی حوالے سے علامہ اقبال فرماتے ہیں:

"افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ" (محمد اقبال ، 2018ء، ص713).

اکبر اِلٰہ آبادی اور اقبال کی شاعری کا مرکزی نقطہ قوم کی اصلاح ہے مگر اسلوب مختلف ہے۔ یہ فرق ان کے اسلوب اور لفظوں میں بھی جھلکتا ہے۔

فکری ہم آہنگی:

اگرچہ دونوں شاعر(اکبر اِلٰہ آبادی اور علامہ اقبال) مغرب کی اندھی تقلید پرطنز کرتے ہیں، لیکن دونوں کا نقطہ نظر الگ ہے۔ اکبر الٰہ آبادی معاشرے میں نظر آنے والی برائیوں اور اخلاقی گراوٹ کو دیکھ کر بات کرتے ہیں، جبکہ علامہ اقبال روحانی زوال کے فلسفے پرگفت گو کرتے ہیں۔ یہ فرق ان کی مشترکہ تنقید کو صرف ایک رائے نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ بناتا ہے۔ دونوں کی شاعری کا مقصد ملّتِ اسلامیہ کی اصلاح اور ان کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنا تھا۔ علاوہ ازیں دونوں ہی اس بات پر متفق تھے کہ یورپ نے مسلمانوں کو فکری اور روحانی سطح پر کمزور کر دیا ہے۔ اکبر اس بات کو محسوس کر رہے تھے کہ مغربی تہذیب اور مغربی تعلیم نے انسان کو ایک خود کار مشین میں بدل دیا ہے جب کہ اقبال کے نزدیک اگر یہی مغربی تعلیم ایمان سے الگ کر دی جائے تو انسان کو شیطان بنا دیتی ہے۔ اکبر اِلٰہ آبادی امت مسلمہ کوبیدار کرنے کے لیے استفہامیہ انداز اپناتے ہیں :

"ہوا کیوں شوق آزادی کا جب زنجیر ایسی تھی
دل ایسا کیوں ملا ہم کو کہ جب تقدیر ایسی تھی" (خواجہ محمد زکریا(مرتب) ،2022ء، ص 401)

علامہ اقبال احساس اور بیداری کے لیے اضطراب کو ضروری قرار دیتے ہیں اور رب سے دعا کرتے ہیں کہ :

"خدا تجھے کسی طُوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں "
(محمد اقبال ، 2018ء، ص372)

طنزیہ و فلسفیانہ زبان کا موازنہ:

اکبر اِلٰہ آبادی اور علامہ محمد اقبال نے اپنے عہد کے سماجی تضادات کو بڑی عمدگی کے ساتھ اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ دونوں نے ایسا خوبصورت انداز اپنایا ہے جس سے شاعری کا

مغرب پرستی جبکہ اقبال نے مغرب کی اندھی تقلید نے مسلمانوں کی خودی کو ختم کر دیا ہے۔ اکبر فرماتے ہیں:

"شوق عمل سے نہیں ہے، فکر اجل نہیں ہے
ناصح بنے ہیں اکثر عابد نہیں ہے کوئی"
(خواجہ محمد زکریا ،(مرتب) ،2022ء،ص 452)

اقبال امت مسلمہ کی اصلاح کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری"
(محمد اقبال ، 2018ء، ص305)

اکبر اِلہٰ آبادی اور علامہ اقبال کے لفظیات اورموضوعات میں اصلاحی فکر کا پہلو کارفرما ہے۔ جو دونوں کے کلام کا حسن ہے۔

فکری بیداری اور تہذیبی شعور:

اکبر اِلہٰ آبادی اور علامہ اقبال کے کلام میں ایک اہم مشترک صفت "فکری بیداری اور شعوری بازیافت" ہے۔ اکبر اِلہٰ آبادی اس قومی بیداری کو معاشرتی شعور میں دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ اکبر کے مقابلے میں اقبال اجتماعی بیداری اور تہذیبی شعور کو خودی اور ایمان کی طاقت میں تلاش کرتے ہیں۔ اکبر اپنے کلام میں زیادہ توجہ عملی اور عوامی پیغام کو دیتے ہیں جبکہ اقبال اپنے کلام میں فکری اور روحانی پیغام کے ذریعے تربیت کرتے ہیں۔ دونوں شعراء نے اپنے اپنے کلام میں مسلمانوں کو اس بات کا احساس دلایا کہ وہ اپنی فکر اور تہذیب کو کبھی فراموش نہ کریں۔ اکبراحیا فکری اور تہذیبی شعور اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لیکن خدا کے واسطے خلق خدا سے مل
سمجھے گا اس کو وہ کہ جو اہل شعور ہے"
(خواجہ محمد زکریا ،(مرتب) ،2022ء،ص 570)

اقبال امت کو بیدار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی"
(محمد اقبال ، 2018ء، ص350)

اسلوبیاتی فرق:

اکبر اور اقبال دونوں کے کلام میں فکری و معنی کا ایک جہاں پوشیدہ ہے۔ دونوں شعراء نے اردو شاعری کو معنی کی ایک نئی جہت عطا کی ہے مگر دونوں کا اظہار اسلوب ایک دوسرے سے جداگانہ ہے۔ اکبر کے ہاں طنزیہ مکالماتی اور بیانیہ رنگ نمایاں ہیں۔ وہ عام اور سادہ زبان میں اظہار کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں زندگی کی روزمرہ زبان اور محاورات کا استعمال ملتا ہے جبکہ ان کے مقابلے میں علامہ اقبال کا اسلوب فلسفیانہ، وجدانی اور خطیبانہ ہے۔ وہ اپنے کلام میں بلند آہنگ آواز کے ساتھ عوام کو پکارتے ہیں۔ انھوں نے اپنے کلام میں قرآن و سنت کے استعاروں کو برتا ہے اور اس کے ذریعے معنی کا جہان پیدا کیا ہے۔ اکبر اِلہٰ آبادی کا اسلوب قاری کو ہنسنے اور غور و فکر پر مجبور کرتا ہے جبکہ اقبال کا اسلوب قاری کو اندر سے بیدار کرتا ہے۔

لفظی ساخت اور شعری وزن :

اکبر اِلہٰ آبادی اور علامہ محمد اقبال کی شاعری کا موازنہ اگر ساخت اور وزن کے حوالے سے کیا جائے تو ہمیں اکبر اِلہٰ آبادی لطف بھی برقرار رہتا ہے اور سماجی تضادات بھی واضح ہو جاتے ہیں۔اکبر اِلہٰ آبادی کے ہاں طنز ہے۔ وہ سماجی مسائل اور تضادات کو ایسے انداز میں پیش کرتے ہیں کہ قاری طنز و مزاح میں اصلاح محسوس کر لیتا ہے۔ جبکہ اکبر کے مقابلے میں اقبال کی زبان فلسفیانہ اور وجدانی ہے۔ اقبال کے ہاں ایسے الفاظ بکثرت نظر آتے ہیں جن میں فکر کا تصور بار بار ملتا ہے۔ مثلاً "مقامِ فکر"، "مردِ مومن"، "خودی"، "عشق" اور "اِجتہاد" جیسے الفاظ مسلم قوم کے اندر فکر اور تحریک پیدا کرتے ہیں۔ اکبر کے طنزیہ اور اقبال کے فلسفیانہ لہجے میں مقصد صرف قومی تشخص کا تحفظ ہے۔ اکبر اِلہٰ آبادی اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"دین کی الفت دلوں سے ان کے یوں ہی گر مٹی
مسلم اٹھ جائیں گے رہ جائے گی یونی ورسٹی" (خواجہ محمد زکریا(مرتب) ،2022ء،ص 401)

علامہ اقبال اسی تصور کو فلسفیانہ انداز میں یوں فرماتے ہیں:

"سبق مِلا ہے یہ معراج مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشَرِیّت کی زد میں ہے گردُوں"(محمد اقبال ، 2018ء، ص367)

دونوں شعراء کے وسیلہ اظہار سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ایک ہی مقصد اور مشن تھا امت مسلمہ کی ہر طریقے سے اصلاح و تربیت کرنا۔

شعری مثالوں کا تجزیہ:

اکبر اِلہٰ آبادی اور علامہ محمد اقبال دونوں اپنے کلام میں استعارہ، کنایہ اور تشبیہات کا استعمال مختلف انداز میں کرتے ہیں۔ ان کے استعمال میں دونوں کے اسلوب میں تضاد ملتا ہے۔ اکبر نے اپنے کلام میں مغربی تعلیم اور تہذیب کے لیے لفظ "نئے خدا" کا استعمال کیا جبکہ اکبر کے مقابلے میں علامہ اقبال نے مغرب کی برتری اور مشرق کی کمزوری کی بنیادی وجوہات کو بیان کرنے کے لیے "شیطان مکار" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ خاص طور پر وہ یہ لفظ اپنی مشہور نظم "ابلیس کے مجلسِ شوریٰ" میں استعمال کرتے ہیں۔ اکبؔر یورپ کی چمک بارے فرماتے ہیں :

"یورپ کی چمک دیکھی اسلام بھلا بیٹھے
ہم بھی تو کبھی اہل ہنر تھے، مگر اب"
(خواجہ محمد زکریا ،(مرتب) ،2022ء،ص 461)

اقبال بھی مغرب کی چمک دمک سے متاثر ہونے والے مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

"تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا نا پائیدار ہوگا "
(محمد اقبال ، 2018ء، ص167)

اصلاحی تصور:

اکبر اِلہٰ آبادی مسلم معاشرے کی اصلاح کو ایک معاشرتی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ اس بات کا خوب علم رکھتے تھے کہ تعلیم، لباس اور طرز معاشرت ہی ایسے میدان ہیں جن کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ علامہ اقبال مسلمانوں کی روحانی اور فکری اصلاح کے خواہاں تھے۔ وہ مسلمانوں کے اندر جذبہ، عقیدت اور خودی کو پروان چڑھانا چاہتے تھے۔ اکبر کے مطابق

جدیدیت کے تناظر میں معنویت:

اکبر اور علامہ اقبال کے کلام کی اہمیت آج بھی ویسی ہی ہے جیسے ان کے عہد میں تھی۔اکبر نے اپنے کلام میں جدیدیت کے خلاف آواز بلند کی اور مغربی نظریات کی تقلید سے بچنے کا کہا جبکہ اقبال نے جدیدیت کو ایمان کے سانچے میں بدلنے کی کوشش کی۔ اکبر یہ محسوس کر رہے تھے کہ مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب نے مسلمانوں کو ظاہری روشنی تو دی مگر ان کے دلوں میں اندھیرا باقی تھا جبکہ اقبال کے بقول یہی علم اگر دین سے بھرپور ہو تو یہ علم مسلمانوں کے لیے نور کی کرن ہے۔ اس طرح دونوں شعراء نے جدیدیت کو اپنی اپنی کسوٹی پر پرکھا ہے۔پروفیسر منور اقبال کے بارے لکھتے ہیں:

"علامہ اقبال کا کلام اور ان کی فکر محض براعظم کے وسیع و عریض حدود تک ہی محدود نہ رہا بلکہ وہ سیاسی، جغرافیائی اور نسلی حدود کو عبور کر کے کہیں سے کہیں جا پہنچا۔ آج علامہ اقبال کی حیثیت ایک بین الاقوامی مفکر اور معلم کی ہے اور یہ امر مسلم ملت کے لیے اور پاکستان کے لیے لائق صد فخر ہے " (پروفیسر منور، 1992ء،ص 13-14) ۔

اقبال و اکبر کے بیانیے کی عصری معنویت:

اکبر اِلہٰ آبادی اور علامہ محمد اقبال کا کلام آفاقی ہے۔ اس میں ابدیت کا عنصر نمایاں ہے۔ دونوں شعراء نے اپنے عہد کے مسائل کو موضوع کلام بنایا۔ اکبر کے کلام میں معاشرتی طنز کی آواز ہے اور اقبال کا فلسفہ خودی، فکری اور روحانی اصلاح کا سرچشمہ ہے۔ اکبر کے طنز میں آج کے مغرب زدہ رویہ کے مطابق مسائل کا حل ملتا ہے اور اقبال کی خودی آج کے بکھرے ہوئے معاشرے کی تعمیر کا واحد ذریعہ ہے۔اکبر کا بیانیہ انداز نرالہ ہے فرماتے ہیں:

"وقت سحر دعا کرو، مغرب کی بند کھلیں
شاید کے کچھ ضمیر بھی جاگیں دلوں کے ساتھ"(خواجہ محمد زکریا ،(مرتب) ،2022ء،ص 428)

اقبال مرد مومن کو جوش دلا کر اس کا مقام یاد دلاتے ہیں:

"کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زور بازو کا!
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں "
(محمد اقبال ، 2018ء، ص 301)

تنقیدی و فکری تجزیہ:

دونوں شاعروں کا اصلاحی اسلوب ایک جیسا نہیں ۔ اکبرالہٰ آبادی طنز و مزاح کے ذریعے دکھاوے کی مہم جوئی اور مذہبی کمزوریوں کو عیاں کرتے ہیں، جبکہ اقبال 'خودی' کے فلسفے کے ذریعے اخلاقی قوّت کو دوبارہ حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ ان کا اشتراک ایک جیسے حل پیش کرنے میں نہیں، بلکہ تہذیبی و ثقافتی جمود کی تشخیص ایک ہے۔

اخلاق و معاشرتی تصورات:

علامہ اقبال اور اکبر اِلہٰ آبادی قوم کی اخلاق و معاشرتی اصلاح کو اپنا اولین فریضہ جانتے ہیں۔ 1857ء کی جنگ کے بعد مسلم قوم اخلاقی اور معاشرتی دونوں لحاظ سے بحران کا شکار ہو گئی تھی۔ امت مسلمہ اخلاقی پستی میں گھری ہوئی تھی۔ اکبر نے اپنے طنز و مزاح کے ذریعے اس پہلو کی اصلاح کی۔ انہوں نے مسلم قوم کو اس بات کا اشارہ دیا کہ وہ جب تک نمود و کے ہاں سادگی میں پرکاری اور موزونیت نظر آتی ہے۔ اکبر اِلہٰ آبادی کے ہاں غزل، قطعہ اور رباعی میں یکساں موزونیت ملتی ہے۔ وہ طنز و مزاح میں بھی لفظیات و موضوعات کا خیال رکھتے ہیں۔ اکبر کے ہاں لفظ نرم اور فطری معلوم ہوتے ہیں جبکہ اکبر کے مقابلے میں اقبال کے ہاں لفظوں کا علامتی اور مفہومی طریقہ ملتا ہے۔ اس طرح اکبر اور اقبال کے کلام میں الفاظ اپنے اپنے معنی کا جہاں پیدا کیے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد رفیع الدین ، اقبال کے بارے فرماتے ہیں:

"اقبال کے تصورات کے بارے میں جس قدر غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، جس قدر مباحثے یا اختلافات موجود ہیں، جس قدر نادانستہ طور پر اپنے اپنے خیالات کی تائید میں استعمال کرنے کی غلط کوششیں کی جا رہی ہیں اور ان کے مفہوم کے اندر تضادات کے شبہات پیدا کیے جا رہے ہیں ان سب کا باعث یہی ہے کہ انہوں نے اس اصول کو مدد نظر نہیں رکھا"(ڈاکٹر محمد رفیع الدین ،1969ء، ص 2) ۔

لسانی و فکری جمالیات:

اگرچہ اکبر اِلہٰ آبادی کی شاعری سادہ ہے مگر اس سادگی میں معنوی گہرائی چھپی ہوئی ہے۔ اکبر کی جمالیات میں طنز کے اندر حقیقت ملتی ہے۔ اکبر کے مقابلے میں اقبال کی جمالیات میں فکر و جذبے کا امتزاج کار فرما ہے۔ اقبال کے کلام میں آواز کی طاقت، رمزی معنی اور دلی تاثر قائم رہتا ہے۔ اکبر کے طنز میں مزاح اور اقبال کے فلسفے میں گہرائی ملتی ہے۔ اکبر کا فکری جمال دیکھئے فرماتے ہیں:

" مے خانے میں جا بیٹھا، مسجد سے چلا آیا
ہو گیا ہے سب کچھ الٹا ، کیا کیجئے ،کیا کیجئے"
(خواجہ محمد زکریا ،(مرتب) ،2022ء،ص 593)

اقبال کی کمال فکر اس شعر سے واضح ہوتی ہے فرماتے ہیں:

"ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں "
(محمد اقبال ، 2018ء، ص393)

مذہبی فکر کا تقابلی جائزہ:

اکبر اِلہٰ آبادی اور علامہ محمد اقبال دونوں کی شاعری کا مرکزی نکتہ امت مسلمہ کی اصلاح سازی ہے۔اکبر اِلہٰ آبادی اپنے کلام میں مذہب عوامی زندگی کے ساتھ منسلک کرتے ہیں۔ وہ مذہب کو مغربی تہذیب سے ٹکرانے والی دیوار کی مانند تصور کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مذہب اسلام ایک ایسی مضبوط دیوار ہے جو مسلمانوں کو مغربی تقلید سے بچا سکتی ہے جبکہ اقبال بھی مذہب کو صرف عقائد اور رسومات کی حد تک دیکھنے کے قائل نہیں ہیں۔ وہ مذہب کو حرکت، عمل اور اجتہاد تصور کرتے ہیں۔ اکبر اس ضمن میں کہتے ہیں:

"مذہب کو بھی ہم نے بنایا فیشن
دین سمجھا نہیں، بس شعار جانا"(خواجہ محمد زکریا ،(مرتب) ،2022ء،ص 593)

اقبال مذہب کے بارے فرماتے ہیں:

"اُن کی جمعیّت کا ہے مُلک و نسَب پر انحصار
قوّتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیّت تری "(محمد اقبال ، 2018ء، ص 277)

گہرے مقصد کوسموئے ہوئے ہے۔ دونوں شعرا نوآبادیاتی تسلط اور زوال کے خلاف مسلم شناخت کواز سرِ نو قائم کرنے کے لیے مکالمہ کرتے ہیں۔ ان کی مستقل اہمیت مزاحمت کا یہی مکالماتی انداز ہے۔

تحقیق کی علمی اہمیت اور مستقبل کے امکانات (Academic Significance & Future Horizons)

علمی اہمیت:یہ مقالہ جنوبی ایشیا کے مابعد نوآبادیاتی ادب (Postcolonial Literature)میں ایک اہم فکری خلا کو پُر کرتا ہے۔ یہ روایتی یک رخی ادبی مطالعے کے برعکس ایک ہی عہد کے دو متضاد اسالیب (طنز و فلسفہ) کے باہمی فکری مکالمے اور نظریاتی مماثلتوں کو ایک نئے اور مربوط تجزیاتی دائرہ کار میں پیش کرنے کی علمی اہمیت کا حامل ہے۔

مستقبل کے تحقیقی امکانات :یہ مقالہ مستقبل کے محققین کے لیے درج ذیل نئے تحقیقی راستوں کی نشاندہی کرتا ہے:

مابعد نوآبادیاتی فکری تناظر میں تقابل :

مابعد نوآبادیاتی و نظریاتی تجزیاتی جائزہ کے تحت اکبر الہٰ آبادی کے فکری و طنزیہ بیانیے اور علامہ اقبال کی فارسی شعری کائنات، بالخصوص شاہکار تصنیف 'جاوید نامہ'، کے مابین ایک وسیع تر اور ہمہ جہت تقابلی و تنقیدی مطالعے کا آغاز کیا جا سکتا ہے۔

ہم عصر شعری اسالیب اور متبادل جدیدیت کا موازنہ:

عصرِ نوآبادیات کے دیگر نامور مصلحین، بالخصوص مولانا الطاف حسین حالی اور اکبر الہٰ آبادی، کے متنوع شعری اسالیب اور متبادل جدیدیت (Alternative Modernity) کے انوکھے تصورات کے باہمی فکری تضادات و مماثلتوں کا محاکمہ کرنا۔

ساختیاتی اور نشاناتی تجزیہ:

اکبر الہٰ آبادی اور علامہ اقبال کے نظامِ علامات و اشارات کا ساختیاتی (Structural) اور نشاناتی (Semiotic) اصولوں کے تحت گہرا متنی تجزیہ کیا جاسکتا ہےجس سے ان کے شعری مراجع میں پوشیدہ گہرے تہذیبی رمز و کنایہ کی علمی بازیافت ممکن ہو سکے گی۔

حاصل ِتحقیق یہ ہے کہ علامہ اقبال اور اکبر الہٰ آبادی کے کلام میں طنز اور فلسفے کا اسلوبیاتی تفاوت دراصل ایک ہی نوآبادیاتی جبر کے خلاف دو مختلف مگر فکری طور پر مربوط تہذیبی و دفاعی جوابی بیانیے ہیں۔

حوالہ جات:

افصح ظفر، ڈاکٹر، "اکبر اِلہٰ آبادی ایک سیاسی و سماجی مطالعہ"(لاہور: دارالشعور، 2005ء)

اقبال، محمد ، "کلیات اقبال" (اردو) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018 ء)

ایڈورڈ سعید، "ثقافت اور سامراج" مترجم، یاسر جواد(اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 2009ء)

جاوید اقبال، ڈاکٹر، "زندہ رود" (جلد سوم، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ، 1979ء)

رفیع الدین، محمد، ڈاکٹر، "حکمت اقبال" (لاہور: علمی کتب خانہ، 1969ء)

زکریا، محمد ،خواجہ ، ڈاکٹر، "اکبر الہٰ آبادی تحقیقی و تنقیدی

نمائش، فریب، جھوٹ اور مغربیت سے کنارہ کشی نہیں کرتے۔ وہ کبھی بھی اخلاقی اور معاشرتی طور پر ترقی نہیں کر سکتے۔ اکبر اس بارے لکھتے ہیں:

"اخلاق کہاں، روح کہاں، دل کہاں گیا؟
تعلیم نے سب کچھ چھین لیا آدمی کہاں گیا؟"(خواجہ محمد زکریا ،(مرتب) ،2022ء،ص 526)

اکبر کی طرح علامہ اقبال بھی اخلاق کو ساری فتوحات کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ اقبال کے نزدیک جو انسان یا قوم اخلاق سے عاری ہے وہ کسی بھی کام کی نہیں ہے۔ اقبال اخلاق کو ایمان کا جز تصور کرتے ہیں۔ اس بارے اقبال لکھتے ہیں:

"حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ " (محمد اقبال ، 2018ء، ص 441)

سیاست و قومیت کا تصور:

اکبر اِلہٰ آبادی کا سیاسی شعور اس عہد کے سماجی، سیاسی، معاشی، مذہبی اور معاشرتی حالات میں پروان چڑھا۔ اکبر کا سیاسی شعور مسلم قوم کی انگریز اقتدار کی غلامی کے خلاف آواز بلند کرتا ہے۔ وہ ان کی سیاسی مکاری اور چالاکی سے خوب واقف تھے۔ اکبر کی طرح علامہ اقبال بھی انگریزوں کی اس سیاسی جال کو اچھی طرح بھانپ چکے تھے۔ انگریزوں نے یہ تصور اجاگر کیا کہ دین اور سیاست دو الگ الگ چیزیں ہیں جبکہ علامہ اقبال نے مسلمانوں کو یہ تصور دیا کہ وہ دین میں رہتے ہوئے سیاست کریں۔ انہوں نے کہا کہ دین اور سیاست کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ سلیم احمد عظمت اقبال کے بارے لکھتے ہیں:

اقبال ہمارے ماضی قریب کی عظیم ترین علمی، فکری اور سیاسی شخصیتوں میں سے ایک ہیں---- اس کے علاوہ وہ مشرق و مغرب کے فلسفوں سے بھی آگاہ اور عہد حاضر کے علوم و مسائل سے باخبر ایک ایسی شخصیت ہیں جن کی نظیر جدید مشرق میں مشکل ہی سے ملتی ہے۔ پھر وہ ایک ایسے تہذیبی اور سیاسی نظریے کے بانی ہیں جس نے ایک ملک کو جنم دیا ہے اور ان کی یہ حیثیت ایسی ہے جو تاریخ عالم میں کسی شاعر یا مفکر کو حاصل نہیں ہوئی۔" (سلیم احمد، 1987ء، ص 15)

شعری تاثر اور اثر پذیری:

اکبر کے کلام میں طنز کا پہلو ناگوار محسوس نہیں ہوتا بلکہ قاری ہنستے ہنستے اپنی اصلاح کرتا ہے جبکہ اقبال اپنے کلام کے ذریعے مسلم قوم کے اندر روحانی اور شعوری بیداری کو جنم دیتے ہیں۔ وہ اکبر کی طرح صرف ظاہری حالت پر افسوس نہیں کرتے بلکہ وہ مسلم قوم کی ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی ذہنی اور دلی کیفیات کو بدلنے کے خواہ ہیں۔ انہوں نے مسلم قوم کے ضمیر کو بیدار کیا۔ اکبر کے مزاح میں سچ کا پہلو نمایاں ہے اور اقبال نے جذبے کے شعلے سے مسلم قوم کے دلوں کو گرمایا ہے۔ اکبر کا کلام عوامی ہے جبکہ اقبال کا کلام عالمی ہے۔

اختتامیہ:

حاصل کلام یہ ہے کہ طنز (اکبرِالہٰ آبادی) اور فلسفہ(علامہ اقبال) کا بظاہر الگ اسلوب درحقیقت ایک ہی

مطالعه"،(لاہور : الحمد پبلی کشنز 2021ء)

کلیات اکبر اِلہٰ آبادی، مرتبہ، محمد زکریا، خواجہ، (لاہور : الحمد پبلی کیشنز،2022ءِ)

گوپی چند نارنگ،ڈاکٹر، "ساختیات پسِ ساختیات اور مشرقی شعریات"(لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2010ء)

محمد منور، پروفیسر، "میزان اقبال" (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع دوم، 1992)

ناصر عباس نیر، نوآبادیاتی صورتِ حال ، مشمولہ سہ ماہی ، ادب ساز، (دہلی ، جلد 2، شمارہ 5جولائی تا دسمبر ، 2007ء)

وزیر آغا، "اُردو شاعری کا مزاج"(لاہور: مجلسِ ترقی ادب ، 2008ء)

ہومی کے بھابھا،" دی لوکیشن آف کلچر"(لندن: Routledge پبلی کیشنز، 1994ء)

References:

Agha, W. (2008). Urdu shayari ka mizaj. Majlis-e-Tarqeeb-e-Adab.

Bhabha, H. K. (1994). The location of culture. Routledge.

Iqbal, J. (1979). Zinda rood (Vol. 3). Sheikh Ghulam Ali and Sons Ltd.

Iqbal, M. (2018). Kulliyat-e-Iqbal (Urdu). Iqbal Academy Pakistan.

Munawwar, M. (1992). Meezan-e-Iqbal (2nd ed.). Iqbal Academy Pakistan.

Narang, G. C. (2010). Sakhtiyat, pas-e-sakhtiyat aur mashriqi shairiyat. Sang-e-Meel Publications.

Nayyar, N. A. (2007). No-abadiyati surat-e-haal. Adab Saaz, 2(5).

Rafiuddin, M. (1969). Hikmat-e-Iqbal. Ilmi Kutub Khana.

Said, E. (2009). Saqafat aur samraj (Y. Jawad, Trans.). Muqtadira Qaumi Zaban. (Original work published 1993).

Zafar, A. (2005). Akbar Ilahabadi: Ek siyasi o samaji mutala. Dar-ul-Shaoor.

Zakariya, M. K. (2021). Akbar Ilahabadi: Tahqiqi o tanqidi mutala. Al-Hamd Publications.

Zakariya, M. K. (Ed.). (2022). Kulliyat-e-Akbar Ilahabadi. Al-Hamd Publications